محمد الیاس میراں پوری

7 ستمبر............یوم فتح ختم نبوت

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ، ہر مسلمان کے ایمان کا جزوِ خاص ہے۔اس کے بغیر ایمان نامکمل اور ادھورا رہ جاتا ہے۔اسی مرکزی عقیدے میں نقب زنی کے لیے، مختلف اعتقادی قزاقوں نے جھوٹی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر مختلف ادوار میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔اپنے تمام کفریہ وسائل، اس مکروہ مقصد کے حصول کے لیے صرف کیے، لیکن ان جھوٹے نبیوں کا انجام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بد بخت ازلی کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا، اس سے جنگ کی، جو کہ ''جنگ یمامہ'' کے نام سے مشہور ہے۔اسی جنگ میں مسیلمہ کذاب جہنم واصل ہوا۔اس جنگ میں متعدد حفاظِ قرآن صحابہ رضوان اللہ علیہم شہید بھی ہوئے۔اسی دور میں اسود عنسی اور سجاح نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنے بھیانک انجام کو پہنچے۔

انیسویں صدی میں انگریز برصغیر کے اقتدار پر مسلط ہوا تو اس نے مسلمانوں کی ملی وحدت کو کمزور کرنے اور انہیں جہاد سے بے گانہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔اس مقصد کے لیے اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو چنا۔مرزا غلام احمد قادیانی نے فرنگی سامراج کی خواہشات کی تعمیل کرتے ہوئے، سب سے پہلے جہاد کے خلاف فتویٰ دیا کہ ''اب جہاد کرنے کی قطعی ضرورت نہیں اور حکومت برطانیہ سے تعاون کرو''۔مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو وقفے وقفے سے مامور من اللہ، مجدد، مہدی، مسیح موعود بتلانا شروع کیا۔اس طرح مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے ۱۹۰۱ء میں مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔انگریز نے اس کی مکمل سرپرستی کی اور اپنے ''خود کاشتہ پودے'' کو خوب پروان چڑھایا۔ادھر لدھیانہ کے عظیم مجاہد آزادی، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے دادا مرحوم نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا اعلان کیا۔بعد میں مولانا محمد حسین بٹالویؒ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا کا بھرپور علمی محاسبہ کیا اور اس کی نام نہاد نبوت کی دھجیاں بکھیر دیں۔اپنے زمانہ کے امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) کو قادیانیت کے عوامی محاسبے کی ہمہ وقتی فکر رہتی تھی۔انہی کے ایماء پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، ظفر الملت مولانا ظفر علی خانؒ، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن

لدھیانویؒ، ادیب حریت چودھری افضل حقؒ، ضیغمِ احرار شیخ حسام الدینؒ اور مدبر احرار ماسٹر تاج الدین انصاریؒ کی باہمی مشاورت سے ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو مجلس احرار اسلام کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا بنیادی منشور ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا محاسبہ تھا۔ ابھی احرار کو قائم ہوئے چند دن ہی گزرے تھے کہ کشمیر میں آزادی کی تحریک بھڑک اٹھی۔ ریاستی جبر و تشدد کے خلاف، کشمیری مسلمانوں کے اس طوفان خیز احتجاج کو ''تحریک'' کی شکل مجلس احرار اسلام نے دی۔ قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے انہیں دنوں، بظاہر کشمیر کے احتجاجی ہنگامے فرو کرنے کے عزم سے، چند سیاسی زعماء پر مشتمل ''کشمیر کمیٹی'' بنائی اور حضرت علامہ اقبالؒ کو اس میں شامل کرلیا۔ یہ دراصل کشمیر میں قادیانیت پھیلانے کی ایک سازش تھی۔ احرار رہنماؤں کے متوجہ کرنے سے علامہ اقبالؒ کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہوگئے اور تحریک کشمیر کو ''ہائی جیک'' کرنے کی قادیانی سازش بری طرح ناکام ہوئی۔ قادیانیوں کے تعاقب و محاسبہ کے سلسلے میں مجلس احرار کی تحریکی مساعی کا یہ ایک اہم سنگ میل ہے۔ پھر مجلس احرار اسلام نے ۱۹۳۴ء میں قادیان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک عظیم الشان ''احرار کانفرنس'' منعقد کی، جس میں قریباً دو لاکھ سے زائد مجاہدین ختم نبوت نے شرکت کی۔ قادیان میں مدرسہ و مسجد ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔ احرار رہنماؤں کے اس جرأت مندانہ اقدام سے ہندوستان بھر میں ختم نبوت کے حوالے سے عوامی بیداری کی ایک زبردست لہر پیدا ہوئی۔ جھوٹی قادیانی نبوت کی شکستہ عمارت دھڑام سے زمین پر گرتی محسوس ہوئی۔ احرار کے اس مقدس جہاد میں ہر مسلک کے علماء کرام اور ہر طبقہ فکر کے زعماء نے مجلس احرار اسلام کی دعوت پر لبیک کہا۔

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے اپنی سیاسی حیثیت ختم کر کے خود کو خالص دینی اور مذہبی خدمات کے لیے وقف کر دیا۔ جب پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی چودھری ظفر اللہ خان کو بنایا گیا تو اس نے اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے، قادیانیوں کو کلیدی عہدوں پر تعینات کیا، ان کے لیے مراعات اور تحفظات کے انبار لگا دیئے۔ ملک کی انتظامی مشینری میں قادیانی اثر و نفوذ میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ ۱۹۵۳ء میں ظفر اللہ قادیانی کو ہٹانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے پورے ملک میں تحریک چلائی گئی۔ تحریک میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے احرار رفقاء حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ، حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ سمیت تمام دینی اکابر کی عملی رفاقت حاصل رہی۔ حکومت نے اس وقت کے گورنر جنرل ناظم الدین کی ہدایت پر ملک بھر میں تحریک ختم نبوت کے تمام مرکزی اور مقامی قائدین کو جیل میں ڈال دیا اور لاکھوں کارکنوں پر وحشیانہ تشدد کی انتہاء کر دی۔ مولانا عبدالستار نیازیؒ اور مولانا مودودیؒ کو سزائے موت سنائی گئی جبکہ جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم جاری کیا گیا۔ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام

الدینؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور شورش کاشمیریؒ سمیت ہر حق گو رہنماء کو عشق رسول کی پاداش میں جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ اس وقت کے چنگیز خان جنرل اعظم نے لاہور کے نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں، دس ہزار مجاہدین ختم نبوت نے اپنے خون سے تحریک تحفظ ختم نبوت کی آبیاری کی۔ ریاستی تشدد کے شرم ناک استعمال سے وقتی طور پر یہ تحریک دبادی گئی، لیکن حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''میں نے اس تحریک کی صورت میں، ایک ٹائم بم نصب کر دیا ہے، وقت آنے پر یہ بم ضرور پھٹے گا اور فتنہ مرزائیت کو اس کے انجام سے دوچار کرے گا''۔

۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کی اسلام دشمن اور وطن دشمن سرگرمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ جس نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے لیے مہمیز کا کام دیا۔

آزاد کشمیر کے صدر سردار عبد القیوم کو قائد احرار سید ابوذر بخاریؒ نے اس جرأت مندانہ اقدام پر، ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

> ''صحیح ترین بات یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی محدود تر حکومت کی مقید ترین اسمبلی نے اس دورِ ضلالت میں ملکی اور عالمی سطح پر کسی برسر اقتدار کفر و الحاد کا کوئی رعب اور خوف محسوس نہ کیا۔ اور تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے دس ہزار شہداء کے خون بے گناہی کا روحانی پیغام قبول کر لیا ہے''۔

۲۲ر فروری ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کا ایک گروپ شمالی علاقہ جات میں سیر و تفریح کی غرض سے ملتان سے پشاور جانے والی گاڑی چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوا۔ جب گاڑی ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پہنچا تو مرزائیوں نے گاڑی میں مرزا قادیانی کا کفر و الحاد پر مشتمل لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جس سے طلباء اور قادیانیوں میں جھڑپ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ قادیانیوں نے اپنے ذرائع سے طلبہ کی واپسی کا وقت اور دن معلوم کر کے طلبہ سے نمٹنے کا منصوبہ بنایا۔ جب طلبہ واپس پہنچے۔ تو قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے طلبہ کے ڈبے پر نشان لگا دیا۔ قادیانیوں نے ڈبے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے بے لگام قادیانی ہجوم کو دیکھتے ہوئے طلبہ نے کھڑکیاں اور دروازے بند کر دیئے۔ ہجوم، کھڑکیاں اور دروازے توڑ کر ڈبے میں داخل ہو گیا۔ تمام طلبہ کو ڈبے میں گھسیٹتے ہوئے باہر لائے، ان پر اتنا تشدد کیا کہ وہ خون میں نہا گئے۔ گاڑی کا سگنل ہو چکا تھا۔ لیکن سوچے سمجھے منصوبے کے تحت گاڑی کو روکے رکھا گیا۔ جب قادیانیوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی، تب گاڑی روانہ ہوئی۔ جب گاڑی ختم نبوت کی خاطر لہولہان ہونے والے طلبہ کو لے کر فیصل آباد پہنچی تو پورے شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر پورے ملک میں جنگ کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

قادیانیوں کی اس بہیمیت پر پورا ملک خصوصاً فیصل آباد سراپا احتجاج بن گیا۔ زخمی طلبہ کی مرہم پٹی کی گئی، وہی تحریک جو برسوں پہلے ریاستی تشدد سے بظاہر دب گئی تھی، ایک بار پھر سر اٹھانے لگی۔ پورے ملک میں احتجاجی ریلیوں، جلسوں اور جلوسوں کا سیلاب امڈ آیا۔ حکمرانوں نے حسب معمول اس واقعہ کو بھی دبانے کی کوشش کی لیکن پنجاب اسمبلی میں بھی سانحہ ربوہ کی بازگشت سنی گئی۔

قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے کہا کہ

''ختم نبوت کی دینی حیثیت کے متعلق تمام ملک کے علماء متفق ہیں کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے سات دن منصوبہ بندی کی مگر حکومت نے کوئی نوٹس نہیں لیا''

قادیانیوں کی اس چنگیزیت کو دیکھتے ہوئے اور صورت حال کو بھانپتے ہوئے، ملک کے تمام اکابر علماء و قائدین متفق ہوگئے۔ ۹ رجون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ مولانا عبدالستار نیازیؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ، مولانا عبید اللہ انورؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا محمد شریف ہزارویؒ، مولانا عبید اللہ احرارؒ اور نوابزادہ نصر اللہ خان وغیرھم ایسی نمائندہ دینی و قومی شخصیات نے اس اجلاس میں شرکت کی۔

تحریک آہستہ آہستہ زور پکڑتی جارہی تھی۔ ۹ رجون کے اجلاس میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا کنوینئر مقرر کیا گیا جبکہ ۷ اجون فیصل آباد کے اجلاس میں مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت علماء اسلام، حزب الاحناف، مرکزی جمعیت اہل حدیث، جماعت اسلامی، مسلم لیگ، جمہوری وطن پارٹی اور دیگر مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کی مرکزی قیادت نے بھرپور شرکت کی۔ چونکہ مختلف مکاتب فکر اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قائدین موجود تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ سعادت ہمارے حصے میں آئے۔ بالآخر سید ابوذر بخاریؒ اور شورش کاشمیریؒ کی گہری بصیرت سے یہ مشکل مرحلہ بہ آسانی حل ہوگیا۔ چنانچہ حضرت علامہ بنوریؒ کو صدر اور علامہ محمود احمد رضویؒ کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔ تحریک کو مزید مؤثر اور طاقتور بنانے کے لیے آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، سید ابوذر بخاریؒ، علامہ محمود احمد رضویؒ، مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر جید علماء کرام نے ملک کے طوفانی دورے کئے اور مسلمانوں کو قادیانیت کا حقیقی چہرہ دکھایا۔ ایسے ایسے علاقوں میں گئے، جہاں لوگ قادیانیت کے نام سے بھی واقف نہیں تھے۔ قائدین تحریک کے اس اقدام سے قادیانی بوکھلا گئے۔ اسی دوران قادیانیوں نے اسلحہ کی نمائش اور تشدد کے ذریعہ سے کئی مقامات پر مسلمانوں کو ہراساں کرنے کی

کوششیں کیں۔ بھٹو حکومت نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ تحریک دب جائے، اس سلسلے میں انہوں نے مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ کا ہفت روزہ ''چٹان'' اور ''چٹان پریس'' کو سربمہر کر دیا۔ سید ابوذر بخاریؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دوسرے فرزندوں سید عطاء المحسن بخاریؒ اور پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کو بھی گرفتار کر لیا گیا، مگر اس سے عوامی جوش و خروش میں مزید اضافہ ہو گیا۔

اس مقدس تحریک میں طلبہ تنظیمیں بھی پیش پیش تھیں۔ اسلامی جمعیت طلبہ، جمعیت طلبہ اسلام، انجمن طلبہ اسلام اور تحریک طلبا اسلام کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی صدر ملک رب نواز چنیوٹی کی شعلہ نوائی سے خائف ہو کر انہیں گرفتار کر لیا گیا۔

حکومت بالآخر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی زبردست تحریک کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی قائم کر دی گئی۔ جسے فریقین کی بات سن کر فیصلہ کرنا تھا۔ اس کمیٹی میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد پر کئی روز جرح کی گئی۔ قومی اسمبلی میں مجلس عمل کی نمائندگی مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحقؒ (شیخ الحدیث، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک) اور دیگر ارکان کر رہے تھے۔ مذکورہ حضرات نے شب و روز کی مساعی جمیلہ سے وہ تمام لٹریچر جمع کیا، جو خصوصی کمیٹی کے لیے ضروری تھا۔

شہداء ختم نبوت کا مقدس اور پاک پوتر خون اور قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت کی بے لوث قربانیاں رنگ لے آئیں۔ قومی اسمبلی نے مرزا ناصر پر گیارہ دن تک اور مرزائیت کی لاہوری شاخ کے امیر پر سات گھنٹے مسلسل بحث کی۔ کئی دفعہ ایسے نازک موڑ بھی آئے کہ الجھاؤ کا خطرہ لاحق ہو گیا اور مجلس عمل کے رہنما اس سلسلے میں کسی بھی تاخیر و التوا سے بچنے اور فیصلہ کن مرحلے تک پہنچنے کی خاطر سر بکف ہو کر قید و بند کے لیے تیار ہو گئے مگر خداوندِ عالم کے فضل و کرم سے اتفاق رائے ہو گیا۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا وہ مبارک دن آ پہنچا، جب قادیانیوں کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر سہ پہر ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے خصوصی خطاب کیا۔ عبدالحفیظ پیرزادہ نے اس سلسلے میں آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا اور جب یہ بل متفقہ رائے سے منظور ہو گیا تو حزبِ اقتدار و حزبِ اختلاف فرطِ خوشی و مسرت سے آپس میں بغل گیر ہوئے۔ اس طرح یہ تاریخ ساز دن علماء حق اور شہداء ختم نبوت کی بے لوث قربانیوں کی فتح کا دن ثابت ہوا۔

❀ ❀ ❀